ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

قرآن وسائنس کی روشنی میں علم الارضیات کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

A Critical and Analytical Study of Geology in the Light of the Quran and Modern Science

Saima Parveen
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University - GSCWU - Bahawalpur Pakistan

Dr. Shazia Ashiq*
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University - GSCWU - Bahawalpur Pakistan

Dr. Sobia Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University - GSCWU - Bahawalpur Pakistan

Abstract
The Holy Quran contains numerous verses that pertain to geological phenomena such as mountains, earthquakes, tectonic activity, and the structure of the Earth. These descriptions often resonate with the core principles of modern geology. This study explores the alignment between Quranic narratives and contemporary scientific theories—particularly the theory of plate tectonics and the geological role of mountains. By examining classical and contemporary interpretations from Islamic scholars alongside modern scientific findings, this research highlights the Quran's profound insights into the Earth's physical characteristics. Notably, the Quran’s depiction of mountains as “stakes” and its references to the Earth's balance, motion, and layered composition demonstrate a remarkable correspondence with current geological understanding. This paper affirms that the Quran not only provides spiritual guidance but also contains knowledge that aligns with and sometimes anticipates modern scientific discoveries.

Keywords: Quran, Earth Sciences, Geology, Plate Tectonics, Scientific Miracles

موضوع کا تعارف

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کا ذکر گہری حکمت و بصیرت کے ساتھ کیا گیا ہے جو انسانی عقل و شعور کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے جس میں ارضیات اور زمین کی ساخت اس کے مختلف موضوعات ہیں۔ ارضیات میں پہاڑ، دریا، جنگلات، ریگستان اور میدان وغیرہ شامل ہیں۔ قرآن کے یہ عنوانات انسانوں کی بیداری کے لیئے اللہ نے شامل کیئے ہیں۔ اس مضمون میں ہم قرآنی آیات کی روشنی میں ارضیات کا جائزہ لیتے ہیں اور ان کی آیات کی مختلف مفسرین کی آرا، اور جدید سائنسی تشریحات پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ

* Email of corresponding author: shazia.ashiq@gscwu.edu.pk

نے اپنی شاندار تخلیقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے علاوہ کون ہے جو اتنی شاندار تخلیق کر سکتا ہے۔ پہاڑ زمین پر میخوں کا کام کر رہے ہیں۔ پہاڑوں سے آنے والے چشمے انسانیت اور زندگی کی بقا کے ضامن ہیں۔ زلزلے جو زمین کی ساخت میں بظاہر تخریب ہیں مگر دیکھو اس میں کیا حکمتیں ہیں اور اب میں کیا تعمیری پہلو ہیں۔

پہاڑ

اَ لَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِہٰدًا۔ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا۔[1]

کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا۔ اور پہاڑوں کو میخیں۔

مفسرین کی آرا

مولانا اصغر علی، علامہ قاری محمد طیب اور ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی لکھتے ہی کہ اب ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں جس نے زمین ہمارے لئے فرش کی طرح بچھا دی اور اس میں پہاڑوں کو میخوں کی طرح ٹھونک دیا تاکہ اس کی ریتلی مٹی مضبوط اور پائیدار ہو جائے۔ زمین کی تخلیق میں پہاڑوں کی موجودگی ایک نہایت حکیمانہ پہلو رکھتی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے کہ جب زمین ڈولنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے متوازن رکھنے کے لیے اس پر بھاری پہاڑوں کو قائم کیا، تاکہ زمین اپنی جگہ پر ٹھہری رہے اور انسانوں کے لیے قابلِ سکونت بن جائے۔ پہاڑ نہ صرف زمین کے توازن کا ذریعہ ہیں بلکہ وہ قدرتی وسائل جیسے چشموں، معدنیات، جڑی بوٹیوں اور قیمتی پتھروں کی دستیابی کا ذریعہ بھی ہیں، جو عام طور پر میدانوں میں دستیاب نہیں ہوتے۔ یوں پہاڑوں نے انسان کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ زمین کی استقامت میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے[2]۔ ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی کے مطابق، پہاڑوں کو زمین پر ایسے گاڑا گیا ہے جیسے کیلیں، تاکہ زمین انسانوں سمیت کسی جانب لڑھکنے نہ پائے اور انسان کے روزمرہ امور اور آرام میں کوئی خلل نہ آئے[3]۔ اسی تناظر میں رفعت اعجاز اور ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں کہ زمین کی اہمیت اس لیے بنیادی ہے کہ یہ انسانی تخلیق کا ذریعہ بھی ہے اور زندگی کے وسائل کا منبع بھی۔ زمین پر پانی کی موجودگی اسے دیگر سیاروں سے ممتاز کرتی ہے، ورنہ یہ بھی دیگر بے جان سیاروں کی مانند ہوتی۔ پانی کی بدولت یہ زمین خوبصورت اور زندگی سے بھرپور بن گئی۔ پھر اس کو مزید مستحکم اور قابلِ قیام بنانے کے لیے اس پر پہاڑوں کو کیلوں کی مانند نصب کر دیا گیا۔ ماہرین کے مطابق پہاڑوں کی جڑیں زمین کی تہہ میں تقریباً ایک سے دس میل گہرائی تک جاتی ہیں، جو قشرِ ارض کی مضبوطی کا ذریعہ ہیں۔[4]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ زمین پر پہاڑوں کے اٹھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ زمین کی حرکت کو متوازن کرتے ہیں، جس سے اس کی گردش میں نظم پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بارہا پہاڑوں کے اسی فائدے کو اجاگر کیا گیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ دیگر تمام فوائد ثانوی ہیں اور بنیادی مقصد زمین کی متوازن حرکت کو یقینی بنانا ہے۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر یہی زمین کروڑوں سال سے مختلف اقسام کی مخلوقات کی ضروریات پوری کر رہی ہے اور اس کے اندر بے شمار وسائل موجود ہیں، تو یہ امر عقل کے خلاف نہیں کہ وہی خالق و مدبر ایک دن اس زمین کا نظام لپیٹ کر ایک نئی دنیا کا آغاز کرے، جہاں انسانی اعمال کا محاسبہ ہو۔[5]

پہاڑ اور زلزلے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ۔[6]

آسمانوں کو بے ستون بنایا تم انہیں دیکھ رہے ہو، اور زمین میں مضبوط پہاڑ رکھ دیے تا کہ تمہیں لے کر ادھر ادھر نہ جھکے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے، اور ہم نے آسمان سے مینہ برسایا پھر ہم نے زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں۔

مولانا اصغر علی ربانی لکھتے ہیں کہ آنکھ اوپر اٹھاؤ اور دیکھو تمہیں تہہ بہ تہہ آسمان نظر آتے ہیں، کوئی زیادہ قریب، کوئی اس سے بھی اونچا اور کوئی ستون یا سہارا نہیں جنہیں تم دیکھ سکو، سوچو یہ کس نے بنائے اور پھر یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ مولانا اصغر علی ربانی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی زمین میں بوجھل پہاڑ رکھ دیے کیونکہ زمین کی بناوٹ میں نرم مٹی اور ریت بھی ہے۔ زمین پانی سے گھری ہوئی ہونے کی وجہ سے اس کے گھل جانے کا بھی اندیشہ تھا، اس لئے ڈر تھا کہ کہیں تمہیں لے کر ایک دم پانی میں نہ بیٹھ جائے، پہاڑ اس ڈر کو دور کرنے کے لیے بنائے گئے کہ یہ نرم بھی نہیں اور پانی میں بھی نہیں گھلتے اس لئے مٹی کے اندر ان سخت چیزوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے زمین کو مضبوطی ملی، پھر اللہ تعالیٰ ہی نے قسم قسم کے جاندار زمین پر ہر طرف پھیلا دیے اور پھر ان کے رزق کا انتظام بھی کر دیا، اس کے لیے بادلوں سے پانی برسایا۔ جس کی بدولت زمین میں ہر قسم کے نباتات، گھاس، سبزیاں، ترکاریاں، میوے اور غلے پیدا ہوئے، جن کے دیکھنے سے آنکھوں کو خوشی اور ٹھنڈک ملتی ہے اور ان کے کھانے سے زندگی قائم رہتی ہے۔[7]

علامہ قاری محمد لکھتے ہیں کہ آسمان اس کے حکم پر بغیر کسی ستون کے کھڑے ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ اللہ نے آسمان کو روکا ہوا ہے کہ وہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر گر نہیں سکتا (حج 65)۔ گویا وہ نادیدہ ستون جس پر آسمان قائم ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے جب تک یہ ستون قائم ہے آسمان قائم ہے جیسے ہی یہ ستون ہٹ جائے گا آسمان گر جائے گا۔ علامہ قاری محمد طیب صاحب فرماتے ہیں کہ زمین میں مدوجزر ہوتا ہے ہر قمری مہینے کے نصف میں سورج زمین کی ایک طرف اور چاند دوسری طرف آ جاتا ہے اور دونوں زمین کو اپنی طرف کھینچتے ہیں جس سے کرہ زمین کی شکل ہلکی بیضوی بن جاتی ہے اسے مدوجزر صغیر کہتے ہیں اور ہر قمری مہینے کے اختتام پر سورج اور چاند دونوں زمین کی ایک طرف آ جاتے ہیں اور مل کر اسے اپنی طرف کھینچتے ہیں اس سے مدوجزر کبیر ہوتا ہے اور کرہ ارض واضح بیضوی شکل اختیار کر لیتا ہے جس کی وجہ سے سمندروں میں عظیم ہل چل اور طغیانی آتی ہے۔

علامہ قاری محمد طیب لکھتے ہیں کہ ایسے میں اگر زمین پر پہاڑوں کی عظیم وزنی میخیں گاڑی نہ جاتیں زمین خوفناک طریقے سے ہلتی رہتی بلکہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی اللہ تعالیٰ نے خشکی اور سمندروں کی تہہ میں بڑے بڑے کوہستانی سلسلے کھڑے کر کے زمین کو ٹھہرا دیا ہے یہ اللہ کی عظیم قدرت ہے پھر اللہ تعالیٰ بارشیں برسا کر زمین سے ہر طرح کے پھلوں کے عمدہ جوڑے بناتا ہے یعنی سردی اور گرمی کے پھل یہ ایک جوڑا ہے ایسے ہی خشک اور تر، میٹھے اور نمکین، چھلکے والے اور چھلکے کے بغیر وغیرہ مختلف جوڑے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو یہ رنگارنگی پیدا کرتا ہے۔[8]

ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کائنات کی وسعتوں پر نظر ڈالتے ہیں تو انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آسمانوں میں لاکھوں کروڑوں سیارے اور ستارے موجود ہیں، جو اپنے اپنے مقررہ راستوں پر مسلسل گردش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی ساخت اور طاقت حیران کن ہے، لیکن اس کے باوجود نہ تو وہ اپنے مدار سے نکلتے ہیں اور نہ ہی ان کی حرکت میں کوئی بے ترتیبی پیدا ہوتی ہے۔ آج تک کوئی سیارہ بے توازن ہو کر اپنی جگہ سے نہیں گرا۔ قرآن پاک کے مطابق، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے ستونوں پر قائم کیا ہے جو انسان کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ جدید سائنسی اصطلاح میں ہم اسے کشش ثقل یا "گریویٹی" کا نظام کہہ سکتے ہیں، جو اس پورے نظام کو سنبھالے ہوئے ہے۔ تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ تحقیق کا عمل مزید آگے بڑھے تو اس سے بھی بڑی کسی حقیقت کا انکشاف ہو[9]۔ رفعت اعجاز کا کہنا ہے کہ اس عظیم کائنات میں زندگی کو نہایت عمدہ اور کامل نظام کے تحت جاری رکھا گیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سب کچھ محض ایک اتفاق نہیں ہو سکتا۔ زمین کا مخصوص حجم، اس کا زاویہ جھکاؤ، اس کی گردش کی رفتار، پہاڑوں کا وجود، دن رات کی ترتیب، بدلتے موسم، ہوائیں، حیوانات و نباتات کا مربوط نظام، بارش کے نپے تلے انداز، اور خود انسان کی پیچیدہ تخلیق—کیا یہ سب بغیر کسی منصوبہ ساز کے ممکن ہے؟ یقینی طور پر نہیں۔ یہ سب کچھ واحد اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہے۔ وہی اس کائنات کا حقیقی مالک ہے، اور وہی عبادت و دعا کا مستحق ہے[10]۔ ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں توازن قائم رکھنے کے لیے پہاڑوں کو اس میں گاڑ دیا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:(وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ) آج کی سائنسی دنیا پودوں میں موجود نر اور مادہ کے نظام کو بہتر انداز میں سمجھا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نباتات بھی دیگر جانداروں کی طرح نر و مادہ کی تقسیم رکھتے ہیں اور ان میں بھی خاندان اور اقسام کی درجہ بندی واضح طور پر پائی جاتی ہے [11]۔ مولانا سرفراز خان صفدر اور مفتی محمد شفیع بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بغیر کسی ظاہری ستون کے قائم کیا، جیسا کہ تم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ زمین میں اس نے وزنی پہاڑ بٹھا دیے تاکہ وہ تمہیں لے کر لرزنے نہ لگے، اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلا دیے۔ پھر آسمان سے پانی نازل فرمایا اور اس کے نتیجے میں زمین سے مختلف اقسام کی بہترین نباتات کو اگا دیا[12]۔

ٹیکٹونک پلیٹیں

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ۔[13]

اور ہم نے زمین کو بچھا دیا اور اس میں مضبوط پہاڑ ڈال دیے اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں۔

مولانا اصغر علی ربانی لکھتے ہیں کہ پھر کیا یہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ کس قدر دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور اس پر بڑے بڑے بھاری بھرکم پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین ڈگمگائے نہیں اور اس میں طرح طرح کی خوشنما اور دل لبھانے والی چیزیں، پھل، پھول اور میوے وغیرہ اگے ہوئے ہیں۔[14]

علامہ قاری محمد طیب صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ نے زمین کو پھیلایا پھر اسے لڑکھڑانے سے بچانے کے لیے اس پر پہاڑوں کے بڑے بڑے لنگر ڈالے پھر زمین سے خوبصورت جوڑے اگائے۔[15]

ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ پروردگار نے زمین پر غور کرنے کی ہدایت کی کہ ذرا زمین کو دیکھو جس میں ہم نے تمہارے لیے خوان ربوبیت بچھا رکھا ہے، اسے ہم نے کیسے پھیلایا۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ آج سے ہزارہا صدیاں پہلے ایک بہت بڑا ستارہ سورج کے قریب سے گزرا۔ زورِ کشش سے سورج کے چند ٹکڑے کٹ کر خلاء میں گھومنے لگے، ان میں سے ایک زمین تھی۔[16]۔

پہاڑں اور زلزلوں کے متعلق جدید سائنسی تحقیقات و نظریات

اس عنوان کے ساتھ جو آیات مقدسہ قرآنِ حکیم میں بیان کی گئیں ہیں ان کو اب سائنسی تناظر میں دیکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں زمین سے متعلق علوم یعنی ارضیات کے بارے میں حیرت انگیز اور بصیرت افروز معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ تقریباً ایک ہزار سے زائد آیات ایسی ہیں جو جدید سائنسی علوم سے مطابقت رکھتی ہیں اور عقل و شعور کی نئی راہیں کھولتی ہیں۔ ان میں سے کئی درجن آیات صرف زمین اور اس کے نظام سے متعلق ہیں۔ارضیات میں جس مظہر کو ہم "فولڈنگ فیناینا" (Folding Phenomenon) کہتے ہیں، وہ موجودہ دور کی ایک اہم سائنسی دریافت ہے۔ زمین کی سطح پر پہاڑ دراصل قشرِ ارض میں پیدا ہونے والے بلوں کا نتیجہ ہیں[17]۔ جس سطح زمین پر ہم روزمرہ زندگی گزارتے ہیں، اسے ارضیاتی اصطلاح میں "قشرِ ارض" کہا جاتا ہے۔ زمین کی یہ سطح کسی قدر بیضوی یا کروی شکل میں ہے اور اس کی کئی اندرونی پرتیں ہیں[18]۔ ان پرتوں میں درجہ حرارت اندر کی جانب بڑھتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ زمین کے اندرونی حصے انتہائی گرم اور مائع حالت میں ہوتے ہیں۔ ماہرین کا ماننا ہے کہ زمین کی گہرائی میں موجود یہ پرتیں کسی قسم کی زندگی کے لیے بالکل موزوں نہیں۔ جدید سائنسی تحقیق سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ زمین کی سطح پر استحکام کا سب سے بڑا ذریعہ پہاڑ ہی ہیں، کیونکہ وہ قشر ارض پر پڑنے والے بلوں کو سہارا دیتے ہیں اور زمین کو متوازن رکھتے ہیں۔ سائنسدانوں کے مطابق زمین کا ریڈیئس (نصف قطر) تقریباً 6400 کلومیٹر ہے، جو قطبین کے قریب کچھ کم زیادہ ہو سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں قشرِ ارض بہت ہی پتلی تہہ ہے، جس کی موٹائی عام طور پر 2 کلومیٹر سے 35 کلومیٹر کے درمیان ہوتی ہے۔ اس نازک سطح میں تھرتھراہٹ یا لرزش کے امکانات موجود ہوتے ہیں، لیکن پہاڑ خیمے کی میخوں کی مانند اسے تھامے رکھتے ہیں اور زمین کے استحکام میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اس حقیقت کا ذکر یوں کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو فرش بنایا اور اس میں پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا۔ عربی لفظ اوتاد بھی اسی مفہوم کو ظاہر کرتا ہے، یعنی وہ میخیں جو خیمہ نصب کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ ارضیاتی اعتبار سے، پہاڑ صرف وہ حصہ نہیں جو ہمیں زمین کی سطح پر نظر آتا ہے بلکہ ان کی جڑیں زمین کے اندر بہت گہرائی تک پھیلی ہوتی ہیں۔ یہ بات مشہور زمانہ کتاب Earth میں بھی واضح کی گئی ہے، جو دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں میں ارضیات کی بنیادی نصابی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس کے مصنفین میں معروف ماہر ڈاکٹر فرینک پریس بھی شامل ہیں، جو بارہ سال تک امریکی نیشنل اکیڈمی آف سائنسز کے سربراہ رہ چکے ہیں اور سابق امریکی صدر جمی کارٹر کے سائنسی مشیر بھی تھے۔ وہ اپنی کتاب میں پہاڑوں کی ساخت کو کلہاڑی کے پھل (Wedge) کی مانند بیان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ پہاڑ صرف ایک نظر آنے والا حصہ نہیں بلکہ وہ ایک بڑے، گہرائی تک اترے ہوئے وجود کا چھوٹا سا ابھار ہوتے ہیں[19]۔ ان کی جڑیں زمین کی گہرائی میں بہت نیچے تک پھیلی ہوتی ہیں[20]۔

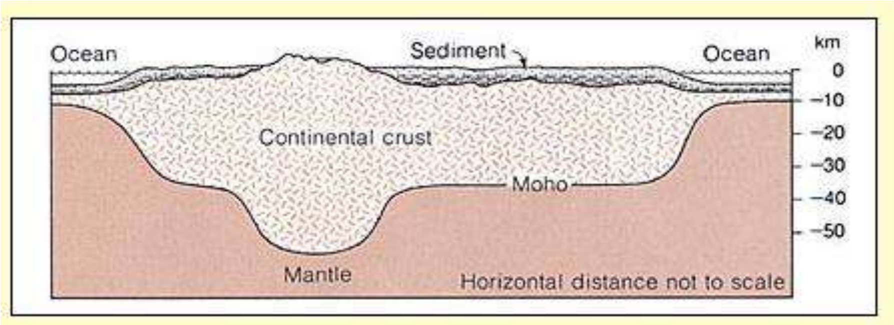

پہاڑوں کی زمین کی سطح کے نیچے گہری جڑیں ہیں[21]۔

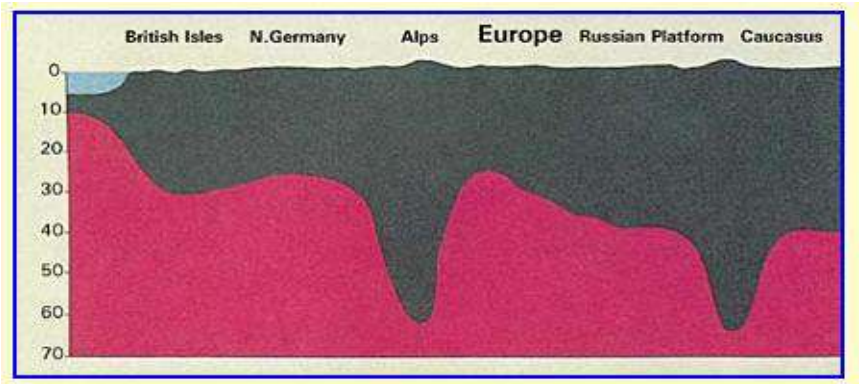

پہاڑ میخوں کی طرح زمین کے اندر پیوست ہیں[22]

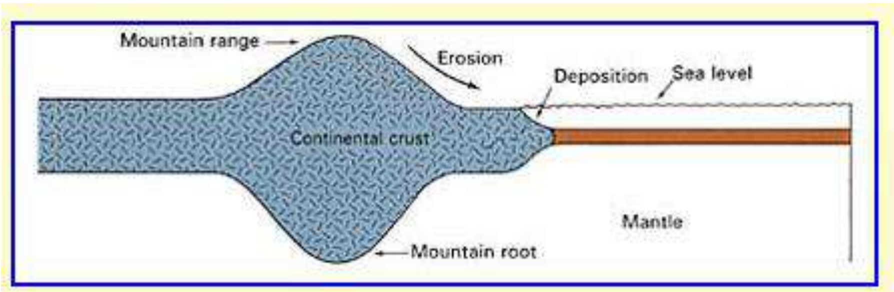

یہ ایک اور وضاحتی تصویر ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ پہاڑ زمین کی اندرونی تہوں میں کس طرح پیوست اور اور زمین کے استحکام کا باعث ہیں۔[23]

ڈاکٹر فرینک پریس کی تحقیق کے مطابق، زمین کی سطح کے استحکام میں پہاڑوں کا کردار بنیادی نوعیت کا ہے۔ قرآن مجید میں اس نکتہ کو واضح کیا گیا ہے کہ پہاڑوں کا مقصد زمین کو جھٹکوں سے محفوظ رکھنا ہے۔ جدید سائنسی مطالعات سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ پہاڑوں کی جڑیں زمین کی سطح سے بہت نیچے تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں، اور ان کی گہرائی، بعض اوقات، ان کی بلندی سے کہیں زیادہ ہوتی ہے[24]۔ اس تناظر میں، پہاڑوں کو "میخوں" سے تشبیہ دینا نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان کا بڑا حصہ زمین کے نیچے چھپا ہوتا ہے[25]۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس تصور کی سائنسی وضاحت انیسویں صدی کے اختتام پر ہی سامنے آسکی۔ آج کے ماہرین ارضیات اس بات پر متفق ہیں کہ پہاڑ زمین کی پرت کو مستحکم کرتے ہیں اور اس کی لرزش کو روکتے ہیں[26]۔ زمین کی بالائی سطح مختلف سخت ٹکڑوں، یعنی پلیٹوں پر مشتمل ہے، جن کی اوسط موٹائی تقریباً 100 کلومیٹر ہے۔ یہ پلیٹیں ایک نیم مائع پرت، جسے

"ایستھینوسفیر" کہا جاتا ہے، پر حرکت کرتی ہیں۔ پہاڑ عموماً انہی پلیٹوں کی سرحدوں پر پائے جاتے ہیں۔ قشر ارض کی موٹائی سمندری علاقوں میں تقریباً 5 کلومیٹر جبکہ خشکی پر 35 کلومیٹر تک ہوتی ہے۔ تاہم، پہاڑی علاقوں میں یہ 80 کلومیٹر تک بڑھ سکتی ہے، جہاں یہ مضبوط بنیاد کے طور پر کام کرتی ہے۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ہے: "اور پہاڑوں کو اس نے مضبوطی سے گاڑ دیا" (سورۃ النازعات، آیت 32)، جب کہ سورۃ الغاشیہ، آیت 19 میں بھی اسی مفہوم کی تائید کی گئی ہے۔ جاپان سے تعلق رکھنے والے مشہور بحری ارضیات دان پروفیسر سیاویدا کا کہنا ہے کہ سمندری اور زمینی پہاڑوں کے درمیان فرق ان کے اجزائے ترکیبی میں ہوتا ہے۔ زمینی پہاڑ عموماً سوبلی مواد سے بنتے ہیں، جبکہ سمندری پہاڑ آتش فشانی چٹانوں (Volcanic Rocks) پر مشتمل ہوتے ہیں۔ دونوں قسم کے پہاڑ مختلف دباؤ کی صورت میں تشکیل پاتے ہیں، لیکن ان میں ایک قدر مشترک ضرور ہے—وہ یہ کہ دونوں کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہوتی ہیں، جو ان کو استحکام عطا کرتی ہیں۔ ان جڑوں کی ساخت آرشمیدس کے اصول کے مطابق ہوتی ہے، جو سیال اجسام میں تیرنے والے اجسام کی قوتِ توازن سے متعلق ہے۔ پروفیسر سیاویدا نے واضح کیا ہے کہ پہاڑ، چاہے وہ خشکی پر ہوں یا سمندر میں، اپنی جڑوں کی بنیاد پر میخ یا فانہ کی مانند ہوتے ہیں [27]۔ ارضیات کے ماہرین کے مطابق زمین کا مرکز سطح سے تقریباً 6378 کلومیٹر نیچے واقع ہے، جسے "کور" (Core) کہا جاتا ہے۔ اس کا اندرونی حصہ ٹھوس لوہے اور نکل پر مشتمل ہے، جب کہ بیرونی حصہ پگھلے ہوئے دھاتوں پر مشتمل ہے جو تقریباً 2900 کلومیٹر گہرائی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے اوپر کی تہہ مختلف دھاتی اور معدنیاتی اجزاء سے بنی ہوئی ہے، جس میں ایلومینیم، میگنیشیم اور نکل وغیرہ شامل ہیں۔ اس کور کے مائع حصے کا درجہ حرارت تقریباً 7227 ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے اور یہاں دباؤ اتنا شدید ہوتا ہے کہ سمندری سطح پر موجود دباؤ سے تقریباً تیس لاکھ گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اس شدید دباؤ اور حرارت کے باعث بعض اوقات زمین میں دراڑیں پڑتی ہیں اور آتش فشاں پھوٹ پڑتے ہیں، جس سے زمین کی اندرونی ساخت کمزور ہو جاتی ہے اور زلزلے کی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ ماہرین کا ماننا ہے کہ زمین کی اندرونی سطح مختلف ٹکڑوں یعنی "ٹیکٹونک پلیٹس" پر مشتمل ہے، جن کی تعداد تقریباً 15 ہے۔ ان میں سے کچھ پلیٹیں بہت وسیع ہیں جیسے کہ یوریشین پلیٹ، جو جاپان سے لے کر آئس لینڈ تک پھیلی ہوئی ہے اور چین و سائبیریا کے علاقوں پر بھی مشتمل ہے۔ یہ پلیٹ نہایت متحرک ہے اور دنیا کے اہم آتش فشانی سلسلے اسی پلیٹ پر موجود ہیں۔ دوسری اہم پلیٹ انڈین پلیٹ ہے جو بحر ہند کے کنارے واقع ممالک کو محیط کرتی ہے، مثلاً انڈیا، سری لنکا، تھائی لینڈ، انڈونیشیا اور ملائیشیا۔ ماہرین کے مطابق پہاڑ ان پلیٹوں کی سرحدوں پر واقع ہوتے ہیں اور زمین کو استحکام فراہم کرتے ہیں [28]۔ اس کی ایک نمایاں مثال قفقاز (کوہ قاف) کا پہاڑ ہے، جس کی بلندی تقریباً 5642 میٹر ہے، مگر اس کی جڑیں زمین میں 65 کلومیٹر تک گڑی ہوئی ہیں [29]۔ زمین پر سب سے بڑا پہاڑی سلسلہ جنوبی امریکہ میں واقع ہے جسے "انڈیز" (Andes Mountains) کہا جاتا ہے۔ اس کی لمبائی 7200 کلومیٹر ہے اور یہ سات ممالک پر محیط ہے۔ اس کی اوسط چوڑائی 300 کلومیٹر ہے، جب کہ Bolivia میں اس کی چوڑائی 600 کلومیٹر تک ہے۔ بلندی کے اعتبار سے سب سے اونچا پہاڑی سلسلہ "ہمالیہ" ہے، جو پاکستان، انڈیا، نیپال، تبت اور بھوٹان تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی لمبائی 2414 کلومیٹر ہے اور کئی مقامات پر اس کی بلندی 25000 فٹ سے زائد ہے۔ بلند ترین مقام 29036 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ سمندری فرش پر واقع سب سے اونچا پہاڑ "ماونا کیا" (Mauna Kea) ہے [30]، جو ہوائی میں واقع ہے۔ اس کی کل اونچائی 33474 فٹ ہے، مگر صرف 13796 فٹ حصہ سمندر کی سطح سے اوپر ہے۔ پہاڑ زمین کی خشک سطح کا تقریباً پانچواں حصہ تشکیل دیتے ہیں اور دنیا کی دس فیصد آبادی کے لیے رہائش کا ذریعہ

بھی ہیں۔ مزید برآں، دنیا کا 80٪ تازہ پانی انہی پہاڑوں سے فراہم ہوتا ہے (Mountains around the World)۔ اس تمام بحث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں پہاڑوں کے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں، وہ آج کے سائنسی حقائق سے مکمل مطابقت رکھتی ہیں۔

تبصرہ وتجزیہ

پہاڑوں، زلزلوں اور ٹیکٹونک پلیٹوں کے عنوانات کے تحت ان آیات کی تفاسیر کچھ مفسرینِ کرام جن میں ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی، مولانا سرفراز خان صفدر صاحب اور علامہ قاری محمد طیب لکھتے نے کچھ حد تک سائنسی انداز میں کرنے کی کوشش کی ہے مثال کے طور پر تفسیر روح القرآن میں ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی لکھتے ہیں کہ پروردگار نے زمین پر غور کرنے کی ہدایت کی کہ ذرا زمین کو دیکھو جس میں ہم نے تمہارے لیے خوانِ ربوبیت بچھا رکھا ہے، اسے ہم نے کیسے پھیلایا۔ کہ آج سے ہزارہا صدیاں پہلے ایک بہت بڑا ستارہ سورج کے قریب سے گزرا۔ زورِ کشش سے سورج کے چند ٹکڑے کٹ کر خلاء میں گھومنے لگے، ان میں سے ایک زمین تھی۔ ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ ان ٹکڑوں کو قریب کے ستاروں نے کھینچ کر متوازن کر دیا۔ اس وقت اس کا درجہ حرارت وہی تھا جو سورج کا ہے، یعنی ۱۲۰۰۰ فارن ہائیٹ۔ جب یہ حرارت کم ہوتے ہوتے ۴۰۰۰ ہزار فارن ہائیٹ ہوگئی تو زمین کو پھیلا کر وہ شکل دی گئی جس پر آج ہم رہ رہے ہیں۔ یہ بالکل چپٹی نہیں بلکہ نارنگی کی شکل کی ہے تو اس نے ڈولنا شروع کر دیا۔ اسے پر سکون کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں۔ لیکن اس کا پارۂ حرارت وہی رہا جو اس کے پھیلانے کے وقت تھا۔ بعض پہاڑوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ آتشی لاوا اگلتے ہیں۔ وہ لاوا دراصل وہی ہے جو اس کے پیٹ میں مضمر ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ وہ زمین جو اپنے پیٹ میں ۴۰۰۰ ہزار فارن ہائیٹ گرمی رکھتی ہے انسان نہ صرف اس کے اوپر نہایت پر سکون زندگی گزارتا ہے بلکہ اسی سے ٹھنڈے پانی کے چشموں بھی ابلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آگ کے اس گولے پر نہایت خوش منظر نباتات بھی اگا رکھی ہیں جو ہماری لذت کام ودہن کے کام بھی آتی ہیں اور ہمارے جمالیاتی ذوق کی تسکین کے لیے بھی۔ جس طرح لذت کام ودہن میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت نے وہ فراوانی پیدا فرمائی ہے کہ انسان انھیں دیکھ کر آج دنگ رہ جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسلم صدیقی دورِ جدید کے مفسر ہیں مگر انہوں نے بھی اس کی تفسیر اس رنگ میں نہیں کی جو حقیقت میں تھا لیکن انہوں نے کچھ حد تک کوشش کی ذخیرۃ الجنان میں مولانا سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں کہ اتنے بڑے آسمان اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کھڑے ہیں نیچے کوئی ستون نہیں ہے اور ڈال دیئے اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ۔ تاکہ وہ زمین حرکت نہ کرے تمہیں لے کر۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی تو اس میں اضطراب تھا لرزش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ بڑے بڑے مضبوط پہاڑ مینحوں کے طور پر اس میں ٹھونک دیئے۔ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب بھی عصرِ حاضر مفسر ہیں حال ہی میں آپ کی وفات ہوئی ہے آپ گجرانوالہ کے مشہور علمی جامعہ نصرت العلوم شیخ الحدیث و شیخ التفسیر رہے ہیں۔ آپ نے بھی کوئی خاص سائنسی انداز نہیں اپنایا۔ ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر پہاڑوں کو جما کر ان تمام اندیشوں کا سدباب کر دیا ہے۔ اب زمین کی دونوں حرکتیں اپنی اپنی جگہ ایسی متوازن ہیں کہ زمین انھیں کسی ایک طرف لے کر لڑھک نہیں سکتی۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ اسے حکم دے دے۔ اور پھر اسی زمین پر بسنے والے انسانوں اور دیگر مخلوقات کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا عالم یہ ہے کہ اس نے زمین میں قسم قسم کی عمدہ چیزیں اگا دیں ڈاکٹر محمد اسلم

صدیقی اپنی تحریروں میں کائنات کی وسعتوں پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسان جب اس لاانتہا کائنات پر غور کرتا ہے تو اس کی عقل ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔ جب وہ آسمان کے اس نیلگوں گنبد کو دیکھتا ہے، جو ایک بلند چھت کی طرح سر پر تنا ہوا ہے، تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آخر یہ بے کنار وسعت بغیر کسی ظاہری سہارے کے کس طرح قائم ہے؟ نہ اس کی کوئی ابتدا نظر آتی ہے، نہ کوئی انجام، اور نہ ہی کوئی ستون جو اسے تھامے ہوئے ہو دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ پوری فضا ایک عظیم توازن کے ساتھ قائم ہے۔

افلاک کی بلندیوں میں بے شمار سیارے اور ستارے اپنے اپنے مقررہ مدار میں متوازن انداز سے گردش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنے حجم، رفتار اور کشش میں غیر معمولی ہے، لیکن نہ کوئی اپنے راستے سے ہٹتا ہے، نہ ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوتی ہے، اور نہ ہی یہ نظام کبھی انتشار کا شکار ہوا ہے۔ اس کائناتی ہم آہنگی کے پیچھے کون سی قوت کارفرما ہے؟ قرآن مجید اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے بتاتا ہے کہ ان تمام اجرامِ فلکی کو اللہ تعالیٰ نے ایسے ستونوں پر قائم کیا ہے جو انسانی آنکھ سے پوشیدہ ہیں۔ آج کے سائنسی فہم کے مطابق اسے قانونِ کشش ثقل یا گریویٹی کہا جاتا ہے، جو اس نظامِ شمسی بلکہ پورے کائناتی نظام کو قائم رکھنے کا باعث ہے۔ تاہم، بعید نہیں کہ تحقیق کا سفر مزید آگے بڑھے اور انسان کو اس کشش سے بھی بلند کوئی قانون یا حقیقت دریافت ہو جائے۔ علامہ قاری محمد طیب، زمینی حرکات و سکنات کے حوالے سے اپنی کتاب "فلکیات جدید" (صفحہ 105، انڈیا) میں بیان کرتے ہیں کہ زمین میں مدوجزر کا عمل قمری مہینوں کے تحت ایک قدرتی ترتیب سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ ہر قمری مہینے کے وسط میں جب سورج اور چاند زمین کے مخالف سمتوں میں ہوتے ہیں، تو دونوں کی کشش زمین پر مختلف زاویوں سے اثر انداز ہوتی ہے، جس کے باعث زمین کی سطح خفیف بیضوی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس عمل کو مدوجزرِ صغیر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح، جب قمری مہینے کے اختتام پر سورج اور چاند دونوں زمین کے ایک ہی جانب آ جاتے ہیں، تو ان کی مشترکہ کشش زمین کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس شدید اثر کے نتیجے میں زمین کی شکل مزید نمایاں بیضوی ہو جاتی ہے، جس سے سمندروں میں بڑی لہریں اٹھتی ہیں، اور پانی کی سطح پر ایک واضح جوار بھاٹا پیدا ہوتا ہے۔ اس مرحلے کو مدوجزرِ کبیر کہا جاتا ہے۔ یہ تمام مشاہدات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ زمین اور کائنات کا ہر گوشہ کسی نہ کسی مخصوص قانون کے تحت رواں دواں ہے، جو اس کی حکمت و تدبیر کی گہرائی کو ظاہر کرتا ہے۔۔ علامہ قاری محمد طیب صاحب کی کہیں کہیں کوششیں نظر آتی ہیں کہ آپ نے تھوڑی طبع آزمائی کی ہے مگر قاری صاحب کے حوالہ جات بہت مستند نظر نہیں آتے۔ ان ساری مباحثوں سے قطع نظر ان موضوعات کی تصدیق آج کی جدید سائنس حرف بحرف کرتی نظر آرہی ہے اور یہ سب قرآن سے عین مطابقت ہے۔

خلاصہ

یہ تحقیق قرآن مجید میں بیان کردہ ارضیاتی حقائق اور جدید سائنسی نظریات کے تقابلی جائزے پر مشتمل ہے۔ قرآن مجید میں پہاڑوں، زلزلوں، ٹیکٹونک پلیٹوں، اور زمین کی ساخت سے متعلق مختلف آیات موجود ہیں جو ارضیات کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ نظر آتی ہیں۔ اس مقالے میں مختلف مفسرین کی آراء اور سائنسی تحقیق کا حوالہ دیتے ہوئے یہ تجزیہ کیا گیا ہے کہ کیسے قرآن میں بیان کردہ نکات جدید سائنسی دریافتوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔ قرآن میں پہاڑوں کو "میخوں" سے تشبیہ دینا، زمین کی ساخت

اور توازن کو بیان کرنا، اور زمین کی حرکت سے متعلق مختلف اشارات جدید سائنسی نظریات جیسے کہ "ٹیکٹونک پلیٹ تھیوری" کے مطابق ہیں۔ یہ مطالعہ اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے کہ قرآن میں سائنسی حقائق کی گہری بصیرت پائی جاتی ہے جو آج کی جدید تحقیقات سے مطابقت رکھتی ہے۔ تحقیق میں یہ ثابت ہوا ہے کہ قرآن مجید میں بیان کردہ کئی ارضیاتی حقائق جدید سائنسی تحقیقات سے ہم آہنگ ہیں۔ اس بنیاد پر مستقبل میں مزید تحقیقی کام کیا جائے تاکہ سائنسی نظریات اور قرآنی تعلیمات کے درمیان تعلق کو مزید واضح کیا جا سکے۔ اس کے لیے جامعات اور تحقیقی اداروں میں "قرآن اور سائنس" کے نام سے ریسرچ سنٹرز قائم کیے جائیں۔ ارضیات اور دیگر سائنسی علوم کی تحقیق میں اسلامی نظریات اور قرآنی تعلیمات کو جدید تحقیقاتی طریقوں کے ساتھ شامل کیا جائے۔ اس کے لیے انٹر دسپلنری (Interdisciplinary) تحقیق کو فروغ دیا جائے، جہاں اسلامیات اور سائنس کے محققین مل کر کام کریں۔ دینی مدارس اور اسلامی جامعات میں جدید سائنسی علوم کے بنیادی اصولوں کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ سائنس اور اسلام کے باہمی تعلق کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں۔ قرآن میں موجود سائنسی نشانات، بالخصوص زمین کی ساخت، زلزلے، پہاڑوں کے استحکام اور ٹیکٹونک پلیٹس پر تحقیقی مقالات اور عام فہم کتابیں لکھی جائیں تاکہ عوامی سطح پر بھی آگاہی پیدا ہو۔ چونکہ قرآن میں زمین کی حرکت، پہاڑوں کے استحکام اور زلزلوں کے حوالے سے کئی آیات موجود ہیں، لہٰذا ان موضوعات پر مزید تحقیق کی جائے اور جدید جیو فزکس اور جیولوجی کے ساتھ تقابل کیا جائے۔ مسلم ممالک میں جدید سائنسی علوم کو فروغ دینے کے لیے تعلیمی پالیسیوں میں تبدیلی کی جائے، تاکہ قرآنی سائنس اور جدید سائنسی تحقیقات کے درمیان ہم آہنگی کو مزید واضح کیا جا سکے۔

سفارشات

1. تحقیق میں یہ ثابت ہوا ہے کہ قرآن مجید میں بیان کردہ کئی ارضیاتی حقائق جدید سائنسی تحقیقات سے ہم آہنگ ہیں۔ اس بنیاد پر مستقبل میں مزید تحقیقی کام کیا جائے تاکہ سائنسی نظریات اور قرآنی تعلیمات کے درمیان تعلق کو مزید واضح کیا جا سکے۔ اس کے لیے جامعات اور تحقیقی اداروں میں "قرآن اور سائنس" کے نام سے ریسرچ سنٹرز قائم کیے جائیں۔
2. ارضیات اور دیگر سائنسی علوم کی تحقیق میں اسلامی نظریات اور قرآنی تعلیمات کو جدید تحقیقاتی طریقوں کے ساتھ شامل کیا جائے۔ اس کے لیے انٹر دسپلنری (Interdisciplinary) تحقیق کو فروغ دیا جائے، جہاں اسلامیات اور سائنس کے محققین مل کر کام کریں۔
3. دینی مدارس اور اسلامی جامعات میں جدید سائنسی علوم کے بنیادی اصولوں کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ سائنس اور اسلام کے باہمی تعلق کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں۔
4. قرآن میں موجود سائنسی نشانات، بالخصوص زمین کی ساخت، زلزلے، پہاڑوں کے استحکام اور ٹیکٹونک پلیٹس پر تحقیقی مقالات اور عام فہم کتابیں لکھی جائیں تاکہ عوامی سطح پر بھی آگاہی پیدا ہو۔
5. مسلم ممالک میں سائنسی تحقیق کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومتی اور نجی ادارے ایسے تحقیقی فنڈز قائم کریں جو قرآنی علوم اور سائنسی نظریات پر تحقیق کرنے والے اسکالرز اور سائنسدانوں کو فراہم کیے جائیں۔
6. ایسے بین الاقوامی سیمینارز اور کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے جہاں دنیا بھر کے سائنسدان اور اسلامی اسکالرز مل کر سائنسی حقائق اور قرآنی تعلیمات پر گفتگو کریں اور ان کے تقابلی جائزے پیش کریں۔

7. قرآن میں زمین کی حرکت، پہاڑوں کے استحکام اور زلزلوں کے حوالے سے کئی آیات موجود ہیں، لہٰذا ان موضوعات پر مزید تحقیق کی جائے اور جدید جیو فزکس اور جیولوجی کے ساتھ تقابل کیا جائے۔
8. قرآنی تعلیمات اور جدید سائنس پر تحقیقی مقالات کو عالمی سطح کے ریسرچ جرنلز میں شائع کرنے کے لیے مزید کام کیا جائے تاکہ دنیا بھر میں اسلامی سائنسی نظریات کی ساکھ میں اضافہ ہو اور انہیں تسلیم کیا جائے۔

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

1. القرآن 6-7:78

Al-Qurʾān 6–7:78.

2. ربانی، مفتی اصغر علی، تفسیر ربانی، (کراچی: مکتبہ ربانیہ، 2020) جلد 10، ص 507۔

Rabbānī, Muftī Aṣghar ʿAlī. Tafsīr-i Rabbānī. (Karachi: Maktabah Rabbāniyyah, 2020), vol. 10, p. 507.

3. صدیقی، محمد اسلم، روح القرآن، (لاہور: محمد ندیم پرنٹنگ پریس، 2010) جلد 10، ص 336۔

Ṣiddīqī, Muḥammad Aslam. Rūḥ al-Qurʾān. (Lahore: Muḥammad Nadīm Printing Press, 2010), vol. 10, p. 336.

4. رفعت، اعجاز، مفہوم القرآن. (لاہور: بیت القرآن، 2006) جلد 6، ص 320، 328؛ اسرار، احمد، بیان القرآن. (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2010) جلد 7، ص 403۔

Rafiʿat, Iʿjāz. Mafhūm al-Qurʾān. (Lahore: Bayt al-Qurʾān, 2006), vol. 6, pp. 320, 328; Asrār, Aḥmad. Bayān al-Qurʾān. (Lahore: Maktabah Islāmiyyah, 2010), vol. 7, p. 403.

5. مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1992) جلد 6، ص 225۔

Maudūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā. Tafhīm al-Qurʾān. (Lahore: Idārah Tarjumān al-Qurʾān, 1992), vol. 6, p. 225.

6. القرآن 10:31

Al-Qurʾān 10:31.

7. ربانی، مفتی اصغر علی، تفسیر ربانی، جلد 7، ص 507۔

Rabbānī, Muftī Aṣghar ʿAlī. Tafsīr-i Rabbānī, vol. 7, p. 507.

8. طیب، محمد، برہان القرآن، (لاہور: مکتبہ برہان القرآن، 2016) جلد 5، ص 431۔

Ṭayyib, Muḥammad. Burhān al-Qurʾān. (Lahore: Maktabah Burhān al-Qurʾān, 2016), vol. 5, p. 431.

9. صدیقی، محمد اسلم، روح القرآن، جلد 8، ص 42۔

Ṣiddīqī, Muḥammad Aslam. Rūḥ al-Qurʾān, vol. 8, p. 42.

10. رفعت، اعجاز، مفہوم القرآن، جلد 5، ص 33۔

Rafiʿat, Iʿjāz. Mafhūm al-Qurʾān, vol. 5, p. 33.

11. اسرار، احمد، بیان القرآن، جلد 5، ص 450۔

Asrār, Aḥmad. Bayān al-Qurʾān, vol. 5, p. 450.

12. مفتی محمد شفیع، معارف القرآن. کراچی: مکتبہ دارالعلوم، 2004۔ جلد 7، ص28–29؛ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری. لاہور: ادارہ اسلامیہ، n.d. جلد9، ص168۔

Muftī Muḥammad Shafīʿ. Maʿārif al-Qurʾān. (Karachi: Maktabah Dār al-ʿUlūm, 2004), vol. 7, pp. 28–29; Qāḍī Thanāʾ Allāh Pānīpatī. Tafsīr Maẓharī. (Lahore: Idārah Islāmiyyah, n.d.), vol. 9, p. 168.

13. القرآن7:50

Al-Qurʾān 7:50.

14. ربانی، مفتی اصغر علی، تفسیر ربانی، جلد9، ص261۔

Rabbānī, Muftī Aṣghar ʿAlī. Tafsīr-i Rabbānī, vol. 9, p. 261.

15. طیب، محمد، برہان القرآن، جلد6، ص543۔

Ṭayyib, Muḥammad. Burhān al-Qurʾān, vol. 6, p. 543.

16. صدیقی، محمد اسلم، روح القرآن، جلد9، ص342۔

Ṣiddīqī, Muḥammad Aslam. Rūḥ al-Qurʾān, vol. 9, p. 342.

17. ذاکر نائیک، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس (لاہور: دارالسلام، 2012) ص20۔

Nāʾik, Dr. Zākir. Qurʾān aur Jadīd Sāʿins. Lahore: Dār al-Salām, 2012, p. 20.

18. موریس بوکائلے، ڈاکٹر، قرآن، بائبل اور جدید سائنس. مترجم: محمد محمود الحسن (لاہور: دارالعلم، 2005) ص165۔

Maurice Bucaille. Qurʾān, Bāʾībil aur Jadīd Sāʿins. Trans. Muḥammad Maḥmūd al-Ḥasan. (Lahore: Dār al-ʿIlm, 2005), p. 165.

19. Press, Frank, and Raymond Siever. Earth. New York: W.H. Freeman and Company, p. 435.
20. Ibid, p. 157.
21. Ibid, p. 413.
22. Cailleux, André. Anatomy of the Earth. London: Blandford Press, p. 220.
23. Tarbuck, Edward J., and Frederick K. Lutgens. Earth Science. 10th ed. Upper Saddle River, NJ: Prentice Hall, p. 158.
24. The Geological Concept of Mountains in the Quran, El-Naggar, p. 5 .
25. Ibid, p. 5
26. Ibid, pp. 44-45

27. عبدالرشید، سائنسی انکشافات: قرآن وحدیث کی روشنی میں (لاہور: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، 2011) ص113–114۔

ʿAbd al-Rashīd. Sāʿinsī Inkishāfāt: Qurʾān wa Ḥadīth kī Roshnī meṅ. (Lahore: National Book Foundation, 2011), pp. 113–114.

28. NASA Kids' Club. "Earth." http://kids.msfc.nasa.gov Accessed April 4, 2025.
29. Ibid
30. EarthNASA - Kids Club. "Our Planet Earth." http://www.nineplanets.org/earth.html Accessed April 4, 2025.